

دیوبندی امیر شریعت قوال کی گائیکی اور غیرت

اور اسماعیلی دیوبندی تاویلات کا جواب

سعیدی



دیوبندی امیر شریعت قوال کی گائیکی اور غیرت

1A عطاء اللہ کی غزل گائیکی، پس منظر میں تالی اور گھڑا بجاتا ہوا، سامعین پر حال نما حرکات (ناچنے) کی کیفیت..... اگر یہ معاملہ کسی صوفی کی محفل سماع میں ہو رہا ہو تو دیوبندیوں کے نزدیک وہ کنجروں کا ناچ گانا قرار دیا جاتا ہے۔ چنانچہ خود یہی عطاء اللہ بخاری صاحب قوالوں کی دنیا کو عصمت دریدہ قرار دیتے ہوئے اپنے کلام سواطع الالہام میں فرماتے ہیں:

یہاں آکر ہزاروں عصمتیں قربان ہوتی ہیں یہ کر و زور کی دنیا، یہ قتل و خون کی دنیا یہ قوالوں کی دنیا اور گراموفون کی دنیا

(سواطع الالہام، ص ۱۰۰)

آج بخاری قوال بننے پر انہیں اُن کی زبان لوٹائی گئی تو بڑی تکلیف پہنچی۔ بہر حال اگر ہمارے ان مہربانوں کو تکلیف ہوئی ہے تو ہم اسے ڈی او بینڈ کلچر **D.O. Band Culture** کا نام دے دیتے ہیں۔

2A جب دیوبندی غیور امیر شریعت عطاء اللہ جیل میں گھڑے اور تالی کی تال پر گلوکاری کی ریہرسل کرتے تھے تو تب ہمارے بزرگ بھی جیل میں تھے اور انہوں نے تفسیر الحسنات لکھی۔

گھڑا اور تالی بجاؤ کہ اب تو امیر شریعت غزل گارہا ہے

1B کیا بخاری جی چکی پیتے تھے یا نہیں؟ اس پر بات کرنا فضول ہے۔ چلے آپ یوں فرمائیں کہ وہ چکی بھی پیتے تھے اور گھڑا اور تالی بجا کر غزل گاکر گلوکاری کا مظاہرہ بھی فرماتے تھے۔ اس میں الجھنے کی کیا بات ہے؟

2B جناب والا بابو جی کا غزل لکھنا ثابت ہے مگر قوالی کے طور پر پڑھنا ثابت کرو۔ غزل لکھنے کو غزل گانا قرار دے کر جھوٹ بولنا تو اچھی بات نہیں۔

3B بخاری کی سواطع الالہام، ص ۹۹-۱۰۰ پر ایک نظم ہے جس کا نثری مضمون یوں بنتا ہے کہ: یہ دنیا والتین، والڑیتون، مفروض

ومسنون، ہارون ومامون کی دنیا نہیں، یہ دنیا ظلم سامری ہے اور فرعون، قارون، مردود، ملعون کی دنیا ہے، یہ فسق ورجس اور عذاب

الہون کی دنیا ہے..... قوالوں اور گراموفون کی اس دنیا میں ہزاروں عصمتیں نیلام ہوتی ہیں، اور عصمت فروشی کے ساتھ مکرو زور اور

قتل و غارت بھی وابستہ ہے۔..... بخاری نے خود قوال بن کر قوالوں کا تعلق سامری و فرعون و قارون سے جوڑا ہے

اور قوالی، گراموفون، عصمت فروشی، مکرو زور اور قتل و غارت کو فسق ورجس اور عذاب الہون کے ایک ہی سلسلے میں پرویا ہے..... مناظر جی

! اب ارشاد فرمائیں کہ کیا بخاری صاحب نے قوالی اور عصمت دری کو ایک ہی سلسلے کی کڑیاں بنا کر پیش کیا ہے یا نہیں؟

4B اگر بخاری صاحب نے ناجائز قوالی (سازوں والی) کو عصمت فروشی سے وابستہ کیا ہے تو کیا خود اُن کا جیل میں اپنی غزل گائیکی

کے ساتھ ساتھ گھڑا بجانا اور تالی بجانا آلات موسیقی کے طور پر تھا یا نہیں؟

5B کیا گھڑا بجانا اور تالی بجانا ساز اور مزامیر کے حکم سے خارج ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو بتائیں، اور اگر ہاں تو شاہ صاحب کی قوالی علمائے

دیوبند کی متفقہ تعلیمات کی رو سے فسق ہوئی یا نہیں؟ اور امیر شریعت فاسق ہوئے یا نہیں؟

B6 ہم نے یہ نہیں کہا کہ بخاری جی ۲۴ گھنٹے قوالی ہی کرتے تھے۔ دو چار اُردو خوانوں کو قرآن پاک پڑھنا بھی سکھا دیا ہوگا۔ اتنا دینی کام تو عام لوگ بھی کر لیا کرتے ہیں۔ امیر شریعت ہو کر جیل میں کوئی بڑی دینی علمی خدمت کی ہو تو وہ بتائیں۔

3A ہمیں اعتراف ہے کہ جناب کے عطاء اللہ بخاری اور انور شاہ کشمیری نے ختم نبوت کے مسئلے میں ہمارے دین اسلام کی تائید کی، جس کے لئے ہم اُن کے ممنون ہیں، اُنہوں نے قاسم نانوتوی کے پہنچائے ہوئے نقصان کا ازالہ کرنے کی کوشش کی۔ بخاری صاحب نے پیر مہر علی شاہ اور خواجہ غلام فرید کے آستانوں سے خوشہ چینی کی تو کچھ اچھے کام کئے۔ پھر ان کی اولادوں کو گالیاں دیں تو اُس کا اثر بھی ظاہر ہوا۔

4A یہ ٹھیک ہے کہ راویوں کا سلسلہ دراز ہو تو بات کا انداز بیان یا بعض الفاظ بدلنے کا احتمال ہو جاتا ہے مگر شورش کشمیری تو عینی شاہد ہی نہیں بلکہ شاملین واقعہ میں سے ہے، چشم دید گواہ کو ثقہ بھی مانتے ہو تو اُس کی چشم دید گواہی (جس میں ایک واقعہ کا بیان ہے الفاظ کی کمی بیشی کا معاملہ ہی نہیں) کو کیسے مسترد کر سکتے ہو؟

7B اگر جناب کے امیر شریعت بخاری صاحب نے حضرت پیر سید مہر علی شاہ اور حضرت خواجہ غلام فرید کو پیر مان ہی لیا تھا۔ تو اپنے پیر زادوں کو مکمل صورتِ حال کی تحقیق کئے بغیر، گالیاں تو نہ دیتا..... پھر سپاسنامہ، جھوٹا سچا جیسا بھی تھا، وہ تو ۱۹۱۸ء میں پیش ہوا تھا مگر بخاری صاحب نے اس سپاسنامہ کی آڑ میں، آٹھ سال بعد ۱۹۲۶ء میں پہلی بار ڈاکٹر محمد عالم کی الیکشن مہم میں، پیر زادوں کے خلاف بدزبانی کا عالمی ریکارڈ قائم کیا کیونکہ مخالف امیدوار کو پیر زادوں کی حمایت حاصل تھی۔ اُس وقت بخاری کی ”خوش کلامی“ میں ڈاکٹر محمد عالم کا پیسہ بول رہا تھا ورنہ سپاسنامہ کے بعد آٹھ سال تک، بخاری جی سپاسنامہ کے متعلق گونگا پہلوان کیوں بنے رہے؟ صاف نظر آتا ہے کہ وہاں انگریز دشمنی مقصد نہ تھا بلکہ وہ تو انتخابی مہم کا ایک سیاسی سٹنٹ تھا۔ اگر انگریز دشمنی ہوتی تو بخاری جی اُن سپاسنامہ والوں کے خلاف آٹھ سالوں سے یعنی ۱۹۱۸ء سے بول رہے ہوتے۔..... پھر انگریز نے قاسم نانوتوی کے بیٹے محمد احمد کو شمس العلماء کا خطاب دیا تو اس نے قبول کیا اور سپاسنامہ پیش کیا (المعارف: ۷۲-۷۳)۔..... تو اگر انگریز دشمنی ہوتی تو بخاری جی نانوتوی کے بیٹے کے انگریز کو سپاسنامہ پر گونگے کیوں بنے رہے؟ چلئے آٹھ سال بعد نہ سہی، ۱۸، ۲۸، ۳۸ سال بعد ہی بول دیتے۔..... مگر وہ تو تب بولتے کہ پیچھے سے کسی ڈاکٹر محمد عالم جیسے کا پیسہ مل رہا ہوتا۔ ایک سپاسنامہ پر زبان قینچی کی طرح چلتی ہے اور دوسرے پر زبان سل جاتی ہے۔

ع انصاف کو آواز دو، انصاف کہاں ہے؟

8B سیالوی صاحب نے پیر نصیر کے ایک استدلال پر اُس کی قباحت بتائی ہے اور مفتی اقتدار تمام اکابر اہل سنت کے خلاف بدزبانی کا مرتکب ہے اور پرکاش کی حیثیت نہیں رکھتا۔

A5 مولانا عبدالستار نیازی نے داڑھی رکھنے کے بعد نہ منڈوائی اور مکان کی تلاشی کے دوران اُن کی طالب علمی کی داڑھی منڈی تصویر مرزائی نواز حکومتی کارندوں کے ہاتھ لگی جو انہوں نے اپنی خفت مٹانے کے لئے چھاپ دی کہ نیازی داڑھی منڈوا کر فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ مگر کون پوچھتا کہ جس نیازی نے داڑھی منڈوا کر، پوز بنا کر تمہیں تصویریں اتارنے دیں تو تم اُسے گرفتار کیوں نہ کر سکتے؟ کون پوچھتا کہ یہ تو دبلا پتلا لڑکا ہے اور موجودہ نیازی تو فریبی مائل نوجوان ہے۔

A6 جناب نے خواجہ شمس الدین سیالوی پر الزام لگایا کہ انہوں نے فلاں شخص کو کنجر قرار دیا۔ حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ اُس شخص نے خود کو (کنجہال) کہا، خواجہ صاحب اچھی طرح سن نہ پائے تو حیرت سے استفسار کیا کہ (کنجر؟)۔ اس سوال کو لیبیل لگانا سمجھنا بھی کسی ایسے کنجر کا کام ہو سکتا ہے جو اپنے ہمنوا تلاش کرتا پھر رہا ہو۔

A7 ام المؤمنین صدیقہ کو سرکار ﷺ نے غناء بالدف اپنی موجودگی میں سننے دیکھنے کی اجازت دی۔ سرکار ﷺ، ابو بکر صدیقؓ، عثمان غنیؓ، علی مرتضیٰؓ محفل میں سماع بالدف سنتے رہے مگر فاروقی مزاج سے اس کی مناسبت نہیں ہے۔ غناء مع الدف سننا کئی حدیثوں میں موجود ہے۔ اس لئے قوالی سننا محبوبان حق کے لئے حرام نہیں ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں بھی مغلوب الحال بزرگوں اور سماع للحق بالحق والے سادات صوفیہ کی محفل سماع کو مستثنیٰ قرار دیا ہے (ج ۲۳ ص ۸۰-۸۱)۔ مجوزین عوام کے لئے جائز نہیں کہتے اور مانعین بزرگوں کی تفسیق نہیں کرتے۔

A8 مقابیس المجالس کا راوی متمم بالوضع ہے، پھر حوالہ بھی مقابیس کا نام لکھ کر مقدمہ مقابیس سے دیا گیا ہے، جو کہ پکتان واحد بخش سیال نیم دیوبندی کا لکھا ہے۔ بہر حال مسجد میں حبشیوں کے زفن (رقص) کی روایت مسلم شریف میں بھی ہے جس پر دیوبندی گستاخ حدیث آج (استغفر اللہ) لکھ رہا ہے۔

A9 سبع سنابل میں جو کچھ داؤد علیہ السلام کے متعلق جناب نے لکھا، ملتا جلتا تفسیر ابن جریر (۲۲۸:۲)، تفسیر عبدالرزاق صنعانی (۳۰۳) میں بھی درج ہے:- 303 عبد الرزاق قال: نا عبد الصمد بن معقل، أنه سمع وهب بن منبه، يقول: فنزل إليهما داود ومن معه، فلما رأى داود التابوت حجل إليها فرحاً بها قال: فقلنا لوهب بن منبه: ما حجل إليها؟ قال: شبيها بالرقص فقالت له امرأته: لقد خففت حتى كاد الناس أن يمقتوك لما صنعت فقال: أتبطيني عن طاعة ربي؟ لا تكونين لي زوجة بعدها أبداً، ففارقها - مگر دیوبندی تحقیق نہیں، بکواس کرتے ہیں۔

A10 خضر علیہ السلام اگر بظاہر جوتوں کی نگرانی پر نظر آتے ہیں تو اس میں حکمت الہی یہ تھی کہ ایک معترض کو اُس شیخ کے قدموں میں لانا مقصود تھا۔ اگر حکمت الہی ہو تو خضر علیہ السلام بمع موسیٰ علیہ السلام (بظاہر) مزدوروں کی طرح راج گیری بھی کر لیتے ہیں، یہ گستاخی نہیں بلکہ یہاں اُن کی اپنی مرضی بمطابق حکمت الہی کا فرما ہوتی ہے۔

A11 یاد رہے کہ کنجر بھی بکاؤ مال ہوتے ہیں۔ اور کانگریسی مولوی بھی بکاؤ مال تھے۔ چنانچہ شورش زیر بحث کتاب میں رقم طراز ہے کہ عطاء اللہ بخاری کہتے ہیں کہ میں نے جناح صاحب سے کہہ دیا تھا کہ:

میری گھگري نوں گھنگرو لوا دے جے توں میری ٹور دیکھنی

(اگر آپ میری نخرے والی چال دیکھنا چاہتے ہیں، تو میری گھگري کو گھنگرو درکار ہے وہ لگوا دیں)

A12 جناح نے بخاری صاحب کی گھگري کو گھنگرو سے نہ نوازا، یہ سعادت گاندھی جی کے حصے میں آئی۔ بہر حال اگر اُس کی گھگري کو نیچے سے گھنگرو ملا تو اوپر اُس کے منہ اور معدے کو بھی ہزارہ میں نوازا گیا اور مولوی غلام غوث ہزاروی دیوبندی نے غیرت مند امیر شریعت کے منہ میں خایہ ابلیس (شیطان کا آلہ تناسل؟) ڈال دیا۔ امیر شریعت نے سب کچھ جان لینے کے باوجود بھی نہ تو غیرت کھائی اور نہ ہی قے کی بلکہ قہقہہ لگایا اور خایہ ابلیس کو معدے سے آنت میں منتقل کرتے ہوئے بطور ڈکار یہ قطعہ لکھا:

حضرت غوث ہزارہ کے حکیم حاذق جو کہ بیمار سے کم فیس لیا کرتے ہیں

اب یہ معلوم ہوا ہے کہ بخاریوں میں حضور کشتہ خایہ ابلیس دیا کرتے ہیں (سواطع الالباب، ص ۹۲)

خایہ ابلیس کھا کر بخار کا کم فیس سے علاج کرنا دیوبندی ڈبل غین ہزاروی اور امیر شریعت عطاء اللہ بخاری کا منظور شدہ

registered نسخہ ہے۔ سمجھ نہیں آرہی کہ ان کیلئے یہ دوا (کرنج وا) ہے یا (کنجر وا) ہے؟ (یہ حقیقت نہ جاننے والے ”کرنجوا خور“ دیوبندیوں سے یہ طعن وابستہ نہیں ہے)

A13 شورش نے اسی کتاب میں عطاء اللہ صاحب کا دوسروں کو ایک چھوٹی سی بات پر مادر و خواہر کی مغالطات (ماں بہن کی

گالیاں) ارشاد فرمانا بھی درج کیا ہے۔ نیز شورش نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ (سید عطاء اللہ) سے (پنڈت کرپارام) بھی بنے رہے ہیں۔ فرمائیں کہ یہ ایمان فروشی عصمت فروشی (کنجر پن) سے زائد ہے یا کم؟

A14 پھر اسی عطاء اللہ نے کہا تھا کہ ”پاکستان ایک بازاری عورت ہے جس کو احرار نے مجبوراً قبول کیا ہے“۔ (رپورٹ تحقیقاتی

عدالت، ص ۲۷۵)۔ بازاری عورت کو قبول کر نیوالے دیوبندی غیرت مند ہوئے یا کنجر؟

ISLAMICPENFIL community

میری گھگري کو کوئی گھنگرو لگا دے امیر شریعت کہے جا رہا ہے

B9 چلے مان لیتے ہیں کہ بخاری جی کانگریس کے ممبر نہ تھے..... مگر..... کام تو احرار کا بھی سارا کانگریس کے لئے تھا..... مجلس احرار کے

مولوی حبیب الرحمن لدھیانوی نے کہا تھا: ”دس ہزار (۱۰،۰۰۰) جینا، اور شوکت، اور ظفر جواہر لال نہرو کی جوتی کی نوک پر قربان کئے جاسکتے ہیں“۔ (چمنستان، ص ۱۶۵، از ظفر علی خان)۔

پھر شورش کشمیری نے انکشاف کیا ہے: ”پچاس ہزار روپے کی رقم کا چیک لالہ بھیم سین سچر کی تحویل میں دیا گیا جو اُن کی معرفت دفتر احرار میں پہنچا پھر اُس رقم کی بندر بانٹ کی گئی..... نواب زادہ نصر اللہ خاں کے سوا ورکنگ کمیٹی کے ہر امیدوار ممبر نے اُن سے حصہ لیا ہے تو سب نے

تسلیم کیا“۔ (تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء، ص ۱۰۱۶، بحوالہ چٹان: ۱۶ اپریل ۱۹۵۱ء)۔ احرار کی گھگري کو گھنگرو لگنے کی یہ مراد تھی۔

نہرو ہے جو دولہا تو دلہن مجلس احرار ہو پیر بخاری کو مبارک یہ عروسی

الغرض:

پتہ پتہ بوٹا بوٹا حال ہمارا جانے ہے

جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے، باغ تو سارا جانے ہے

B10 ”گھگھری“ کو ”گھنگرو“ لگوانے کا مطلب یہ نہیں کہ ”مجھے نظریہ پاکستان سمجھا دو“ بلکہ اس کا مطلب ہے کہ (میری ”نیچے سے اوپن شلوار“ کی خوبصورتی کے لئے اس کے ساتھ ایک خاص قسم کی گھنٹی باندھ دو، پھر دیکھنا میں کیسے چلتی ہوں)۔ یہ اپنے پکا و مال ہونے کا اعلان نہیں تو اور کیا ہے:

جاہل نہ یک سکے، نہ کبھی مفلسی یکلی عالم یکے۔ شعور یکا۔ آگہی یکلی۔

B11 کرنجوا کا نام خایہ ابلیس ہے۔ جس کو غلام غوث ہزاروی صاحب خایہ ابلیس (ابلیس کا عضو مخصوص) مان کر کھاتے کھلاتے ہیں..... اور..... بخاری صاحب کھانے کے بعد جان کر قہقہہ لگاتے ہیں۔..... بعض حضرات نے حقہ کی ممانعت میں ذکر اللہ و نماز سے روکنے کو بھی دلیل بنایا کہ حقہ اس سے روکے رکھتا ہے (ذکر اللہ و نماز سے روکنے والا قرار دے کر حقہ کو شیطان اور اس کے اجزاء کو اعضائے شیطان قرار دیتے ہوئے کسی نے تشبیہی شعر کہہ ڈالے)۔ پس ہر حقہ خایہ ابلیس نہ ہوا، صرف وہی حقہ ہوا جس کے پینے والے نماز چھوڑیں۔ شیطان کے اجزاء سے اُسی حقہ کے اجزاء کو تشبیہ دینا درست ہو سکتا ہے جو شیطان کا رول ادا کرے اور عبادت سے روکے رکھے۔ المائدہ: ۹۱: اِنَّ مَا يُرِيْدُ الشَّيْطَانُ اَنْ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ۔..... کرنجوا کا نام خایہ ابلیس ہے مگر حقہ کا نام خایہ ابلیس نہیں، تو ہر حقہ خایہ ابلیس نہ ہوا۔ جس حقہ میں شیطانی علت موجود، وہی حقہ ہی خایہ ابلیس کا مشبہ۔

B12 سید کو پنڈت کہنا شرعاً کیسا ہے؟ اور مسلمان کہلانے کے بعد کافروں والا نام کچھ دیر اختیار کرنا کیسا ہے؟..... ”پنڈت کرپارام برہمچاری“ کے سلسلہ میں تو مکتوب نگاری کی حد تک کا ایک ثبوت ہم نے دیا تھا، جناب نے ایک واقعہ بھی لکھ دیا (حیات امیر شریعت: ۱۵۴)۔ ثبوت ڈبل ہو گئے۔ مگر جواب ایک بھی درست نہ ہوا۔ آپ کی تقویۃ الایمان والے نے غلام محی الدین اور غلام معین الدین اور عبدالنبی (اور عبدالمطلب اور عبدالحارث) جیسے ناموں کو تو شرک کہا ہے۔ کیا ”کرپارام“ پر کوئی فتویٰ نہیں ہے؟..... پھر سید کو پنڈت کہنا اور پنڈت کو سید کا ہم معنی کہنا کیا سادات کرام کی توہین ہے یا نہیں؟

مخالف کو ماں بہن کی گالیاں دو امیر شریعت دیے جا رہا ہے

B13 بخاری نے لوگوں کو مادر خواہر کی مغالطات (ماں بہن کی گالیاں) دیں۔ شورش اپنا پیش آمدہ واقعہ لکھ رہا ہے، شورش کا شمیری تو خود ماں بہن کی گالیاں کھانے والوں میں سے ہے..... یہ مشاہدہ نہیں بلکہ آپ بیتی ہے..... محض آپ کا عدم اتفاق کچھ حیثیت نہیں رکھتا کیونکہ یہ کوئی موقف نہیں بلکہ ایک مشاہدہ ہے بلکہ آپ بیتی کا بیان ہے..... پھر ہم نے تو صرف شورش کے (جیل میں سوئی دھاگہ والے) واقعے

میں ماں بہن کی گالیاں ارشاد فرمانے کا ثبوت پیش کیا تھا..... جناب نے اس کے ساتھ ہی ابوالکلام والا واقعہ بھی لکھ ڈالا..... ثبوت ڈبل ہو گئے مگر جواب ایک بھی نہ ہوسکا۔

B14 کیا تمہارے امیر شریعت کے نزدیک کانگریس کا مولوی ابوالکلام آزاد ”وقت کا سب سے بڑا عالم“ تھا؟ کیا وہی ابوالکلام جس نے **مرزا قادیانی کے جنازے کو کندھا دیا تھا؟**..... کیا یہی تمہاری قادیانی دشمنی ہے؟

B15 کیا واقعات السنان کی پہلودار زبان اور امیر شریعت کی صریح زبان (مادر خواہر کی مغالطات) میں فرق نظر نہیں آتا؟..... کیا سر کا رحمۃ اللہ علیہ کے گستاخ کے لئے پہلودار زبان (أمصص بظر اللات) بھی تمہاری شریعت میں ناجائز، اور امیر شریعت اور ابوالکلام کی گستاخی کے لئے مادر خواہر کی مغالطات تمہاری شریعت میں جائز ہیں؟

B16 تم کہتے ہو کہ بخاری نے پاکستان کو بازاری عورت نہیں کہا..... چلئے چھوڑو اس رپورٹ کو، ظفر علی خان تو تمہارا اپنا ہے، اُس نے آپ کے اسی بخاری کا فرمان لکھا: ”**جو لوگ مسلم لیگ کو ووٹ دیں گے، وہ سؤر ہیں، اور سؤر کھانے والے ہیں**“ (چمنستان: ۱۶۵)..... فرمائیے سؤر بے غیرت ہوتا ہے یا نہیں؟ اور سؤروں کا ملک بے غیرت لوگوں کا ملک ہوا یا نہیں؟..... بے غیرتوں کی رہائش گاہ کو بے غیرت (بازاری عورت) کہنا ظرف بول کر مظروف مراد لینا ہی تو ہے۔..... فرمائیے پاکستان کو سؤر ہاؤس سمجھنے اور بازاری عورت کہنے کا حاصل تو ایک (بے غیرتی) ہی ہے۔ بازاری عورت قبول کرنے یا سؤر نی قبول کرنے کی آخر ضرورت ہی کیا ہے؟..... کیا شبیر عثمانی وغیرہ بھی سؤر تھے؟

B17 امام اہل سنت علامہ سید احمد سعید کاظمی نے حسن ظن رکھتے ہوئے بخاری صاحب کو تالیف قلب کیلئے اپنے مزید قریب لانے کے لئے اُس کو اُس کے کہنے کے مطابق عالم اور سید کہا تھا۔ اُسے (سیدنا) نہیں کہا تھا۔..... **مجالس علماء کے باہر (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) کی فہرست میں عطا اللہ بخاری کا نام غلطی سے لکھا گیا۔**

B18 کسی دیوبندی کو ”مولانا، سید“ (اُس کے کہے کے مطابق) کہنا..... یا کسی کامر حوم (بمعنی متوفی) کہنا، یا کسی کے (تالیف قلب کے طور پر بظاہر) تعظیم کرنے سے دیوبندیوں کی گستاخیوں کی تائید نہیں ہوتی۔

B19 **وارث شاہ اور امام مسجد کا جذب و مستی مرفوع اقلیم ہونے کی حالت پر محمول ہے..... اپنے ہی امیر شریعت بخاری صاحب کے شیخ الشیخ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی پر اعتراض کرتے ہوئے کچھ خیال نہ آیا، اپنے ہی امیر شریعت کے پیر حضرت مہر علی شاہ کے ایک پیر بھائی کو کبوتر کہہ کر کتنا ثواب کمایا؟..... نیازی صاحب کسی مدرسہ کے تعلیم یافتہ نہیں تھے (وہ میٹرک کے بعد اشاعت اسلام کالج، لاہور میں پڑھے اور**

۱۹۳۳-۱۹۳۶ء میں اسلامیہ کالج لاہور میں صدر شعبہ اسلامیات رہے، داڑھی ۱۹۳۳ء میں رکھی اور ۱۹۳۳ء سے پہلے کی تصویر ۱۹۵۳ء میں حکومتی کارندوں نے اپنی خفت مٹانے کو چھاپی) تصویر کی اشاعت کے چند دن بعد گرفتار ہوئے تو بھی داڑھی بعینہ چہرے پر بچی تھی (جس کا فوٹو بھی پیش کیا جاسکتا ہے)۔ یہ حقیقت کئی بار بیان کی جا چکی ہے مگر جس کا مذہب ہی جھوٹ کے سہارے چلے وہ حقیقت کو کیسے مان سکتا ہے؟

.....مقابلہ مجلس کا جامع مولوی رکن دین مرزائی نواز ہے۔ مترجم کپتان واحد بخش سیال (محض نیم دیوبندی نہیں بلکہ) دیوبندی ہے کیونکہ اُس کا پیر ذوقی شاہ، رشید احمد گنگوہی کا روحانی مرید اور خلیفہ ہے (ماہنامہ الرشید۔ دیوبند نمبر ص ۷۷۸-۷۷۹، بحوالہ تربیت العشاق، ص ۱۱۹-۱۲۰)۔ مقابلہ مجلس کا راوی رکن دین جعلاز ہے مترجم واحد بخش سیال دیوبندی ہے، اور جس (خواجہ غلام فرید) کی طرف ملفوظات مقابلہ مجلس المجلس منسوب ہیں وہ دیوبندیوں کے امیر شریعت کا پیر ہے تو یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہ رہی کہ اس کتاب کی ذمہ داری کس کے مسلک پر کتنی پڑتی ہے؟..... عام باتوں میں اس سے استناد کرنے کا قطعی مطلب اس کو معتبر ماننا نہیں ہے..... جھوٹ نہ بولو، محمود آلوسی کو کسی نے وہابی نہیں کہا بلکہ اُس کے بھتیجے نعمان آلوسی (وہابی) نے تفسیر روح المعانی میں بعض جگہ وہابیانہ الحاق کئے ہیں..... کیا ابن کثیر شاگرد ابن تیمیہ ہے یا نہیں؟.....

B20 جل کا ترجمہ آپ کے تھانوی جی نے بھی ایک خاص ہیئت پر رقص کیا ہے اور احیاء غزالی سے صاف نقل کیا: والحوجل هو الرقص۔ حجل رقص کو کہتے ہیں (البوادر النوار: ۴۰۶، نادر: ۳۱، دراصل رقص وجد و تواجد)۔ اب اپنے تھانوی صاحب پر بھی وہی ”جہالت اور بکواس“ کا فتویٰ لگاؤ جو سبع سنابل پر لگایا تھا..... تابعی حضرت وہب بن منبہ (م ۱۱۰ھ) نے بھی حجل کو رقص نما فعل قرار دیا: فقلنا لوہب بن منبہ ما حجل إليها قال شبيها بالرقص..... فتح الباری (۳۹۲۰) میں ابن حجر نے لکھا: وَحَجَلٌ بِفَتْحِ الْمُهِمْلَةِ وَكَسْرِ الْجِيمِ أَيْ وَقَفَ عَلَى رَجُلٍ وَاحِدَةٍ وَهُوَ الرِّقْصُ بِهَيْئَةٍ مَخْصُوصَةٍ۔ یعنی حجل ایک پاؤں پر وقوف کے ساتھ ہیئت مخصوصہ کے ساتھ ایک طرح کا رقص ہے..... اب پروانہ وار رقص و دھمال ڈال کر یہاں بھی جہالت کا فتویٰ لگاؤ..... پھر سبع سنابل (سال تصنیف ۹۶۹ھ) کے مصنف میر عبد الواحد بلگرامی (۹۱۵ھ..... ۱۰۱۷ھ) کو تمہارے محقق مولانا عبد الرشید نعمانی اور مولانا محمد ایوب قادری اپنا بزرگ مانتے ہیں۔ مگر تم ہو کہ مشترکہ بزرگوں کے خلاف قلم چلانے پر ضد کئے بیٹھے ہو۔..... تھانوی نے لکھا: ”یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ کالمین پر غلبہ حال نہیں ہوتا، جواب یہ ہے کہ بکثرت نہیں ہوتا اور احیاناً ہو جانے سے حضرات انبیاء و ملائکہ علیہم السلام بھی خالی نہیں“ (السنۃ الجلیۃ: ۷۹)..... پھر کیا جناب یہ مانتے ہیں کہ داؤد علیہ السلام کچھ دیر ”خوشی سے اچھلتے“ رہے تھے؟

۰۔ نظریات مہر علی شاہ (رسول اللہ ﷺ کو عالم الغیب باعلام الہی کہنا، حاضر ناظر روحانی ماننا، عام بشر نہ کہنا، غوث پاک سے فریاد و استمداد کرنا وغیرہ) اور نظریات خواجہ غلام فرید (فوائد فریدیہ، دیوان فرید، مقابلہ مجلس) کو اگر کفر یا ضلالت یا فسق یا گستاخی یا شرک کہو گے تو اُن کے مرید (اور دیوبند کے) امیر شریعت عطاء اللہ شاہ بخاری پر بھی وہی فتویٰ لگے گا۔ لہذا

فوائد فریدیہ، دیوان فرید، مقابلہ مجلس پر لگائے گئے دیوبندی وہابی فتوؤں کا مصداق دیوبندیوں کا امیر شریعت

اور اُس کے واسطے سے تمام دیوبندی ہیں۔

ہزارہ و پنجاب والے برے ہیں امیر شریعت لکھے جا رہا ہے

B22 ہزارہ کی مٹی کو گالیاں دیتا ہے:

عجب سرزمین ہے زمین ہزارہ یہ مٹی نہیں بلکہ ہے سنگِ خارا
خمیر اس کی فطرت کا مسلم کشی ہے سکھوں سے ملی سید احمد کو مار
میں قربان تیرے زمین ہزارہ کہ جب تو نے مارا تو سید ہی مارا (سواطع: ۸۵-۸۶)

B23 پنجاب میں احرار یوں کو شکست ہوئی تو امیر شریعت نے پنجاب کی مٹی کو گالیاں دیں:

نہ دیدم کشور مردود و مرتاب نہ دیدم ہائے کفر آباد پنجاب
چہ ملکہ ننگ و عار ہفت کشور ز شرق و غرب بادش خاک بر سر
چناں فرزند ناہموار زاید کہ از خر قیمتش برتر نیامد
فضائش کفر ریز و کفر بیز است بآئین الہی در ستیز است

زمینے فتنہ زائے، فتنہ خیزے کہ شیطان پیش پائش سجدہ ریزے (سواطع: ۸۸-۹۰)

..... لطف یہ ہے کہ اسی پنجاب کے اندر ملتان میں امیر شریعت کو قبر کی جگہ ملی اور قبر کے باہر چار دیواری بھی ہے، مگر نگران و مجاور نہ ہونے کی وجہ سے اُس احاطہ کے اندر ناخوشگوار واقعات رونما ہونے کی خبریں ملتی ہیں۔

کراچی سے کعبہ تلک سارے کافر امیر شریعت کہے جا رہا ہے

B24 مئی ۱۹۵۱ء میں کراچی سے لے کر کعبہ تک سب پر کفر و فسق کا فتویٰ لگا ڈالا:

زکاف کعبہ تا کاف کراچی سراسر کفر و کُفْرُ ذُوْنِ کُفْر (سواطع الالہام: ۱۴۸)

اس کے خلاف مولوی احمد علی لاہوری کا ایک فتویٰ منقول ہے مگر میں سر دست وہ نقل نہیں کر رہا۔ میں صرف یہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ رشید احمد گنگوہی کی وفات پر محمود الحسن نے مرثیہ میں دعویٰ کیا تھا کہ:

پھر میں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوق عرفانی
گنگوہ کو کعبہ سے تشبیہ نہیں دی بلکہ گنگوہ کو کعبہ سے برتر بتایا ہے۔ مگر امام احمد رضا کے یہ شعر ان کو اچھے نہیں لگتے:
حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو کعبہ تو دیکھ چکے، کعبے کا کعبہ دیکھو
غور سے سن تو رضا کعبہ سے آتی ہے صدا میری آنکھوں سے میرے پیارے کا روضہ دیکھو

یہی ہمارا اور دیوبندیوں کا فرق ہے۔ ہم ہر مشکل میں مدینے والے ﷺ کی طرف تکتے ہیں جیسے سانپ مشکل کے وقت اپنے بل کا رخ کرتا ہے اور دیوبندیوں نے اللہ و رسول ﷺ کے مقابلے پر اپنے علماء و مشائخ (احبار و رُهبان) کو مرکز عرفان اور اربابِ اَمْنِ ذُوْنِ اللہ کا درجہ دے رکھا ہے۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری



سوانح و افکار



از —

شورش کاشمیری

آئی نہ ان کو عربی — خیر میں دن بھر کا پروگرام عرض کر رہا تھا۔ صبح ہم تھوڑی سی مشقت
 نبھی کرتے تھے یعنی چرمے یا پانچ تار کا سوت و صرف بقدر دو چٹانک، درہی بائی کے لئے
 بٹ دیا کرتے تھے۔ یہ کوئی بیس منٹ کا کام تھا۔ اس سے فارغ ہونے کے بعد تعلیم کا
 سلسلہ ایک بجے تک جاری رہتا۔ اس وقت مولانا عبداللہ چوڑھی والے لکھار کے کہتے آئے بھائی
 کھانا تیار ہے۔ اگرچہ ہمارا کھانا پکانے پر مشقتی قیدی مقرر تھے لیکن ہم نے باورچی خانے
 کا چارج مولانا عبداللہ کو دے رکھا تھا۔ اور انہوں نے اپنے فرائض مفوضہ کو جس خوبی
 اور خوش اسلوبی سے انجام دیا وہ انہی کا حصہ تھا۔ انہوں نے اپنی مہارت فن سے دھلی
 کے وہ وہ کھانے پکا کر ہمیں کھلائے کہ جیل کو دیکھ کے گھرایا آیا۔ سب اکٹھے بیٹھ کر لطفت
 کے ساتھ کھانا کھاتے اور قیلو فرماتے۔ نماز ظہر اور عصر کے بعد چائے کا دوسرا دور جاری
 ہوتا۔ مغرب کے بعد کھانا کھایا جاتا اور عشاء کے بعد بھی دیر تک بحث مباحثے جاری رہتے۔
 کبھی کبھی قوالی بھی ہوتی تھی جس میں اختر علی خان گھڑا سجاتے، صوفی اقبال تالی بجا کر تان دیتے،
 سید عطاء اللہ شاہ بخاری غزل گاتے، مولانا احمد سعید شیخ مجلس بن کر بیٹھتے اور مولانا داؤد
 غزنوی اور عبدالعزیز انصاری حال کھیلتے۔ غرض ہم لوگوں کے مشاغل، صوم و صلوات، تلاوت
 قرآن، تعلیم و تعلم اور تفریح و تفسن کے تمام پہلوؤں سے مکمل تھے لیکن بعض اوقات قوالی
 میں اتنا غلغلہ اور دلولہ ہوتا کہ دوسرے دن ہمارے ہمسائے یعنی پھانسی کی کوٹھڑیوں والے
 قیدی سپرنٹنڈنٹ جیل سے شکایت کرتے کہ حضور میں یہاں سے کہیں اور بھیج دیکھتے یہ
 ٹولہ! لوگ ہمیں ساری رات سونے نہیں دیتے۔

اب جائے کہ میں ایک قابلِ قدر شخصیت کا اضافہ ہو گیا تھا وہی مولانا عبداللہ چوڑھی والے آپکے تھے اور ان کی وجہ
 سے ایک خاص قسم کی شگفتگی دوستوں میں پیدا ہو چکی تھی۔ مولانا دہلی کے نہایت ممتاز قومی
 کارکن ہونے کے علاوہ مختلف قسم کے دہلوی کھانے پکانے میں بڑے ماہر تھے چنانچہ مولانا
 احمد سعید کی استدعا پر انہوں نے ہمارے باورچی خانے کا چارج لے لیا۔ اور اسی دن سے

تک کہ شلم کا اچار شہر بھر میں مشہور ہو گیا۔ تحصیل دار صاحب جدر سے گزرتے لوگ بہانے بہانے شلم کے اچار کا ذکر چھیڑ کر ان کو چڑاتے اور وہ چڑ کر گالیاں بکتے۔ لطیفہ نہایت دل کش تھا۔ دن بھر ماریوں میں اس کا چرچا رہا۔ تین چار دن کے بعد دوستوں نے سازش کی کہ تیار شاہ کو چڑایا جائے۔ چنانچہ سب سے پہلے صوفی اقبال احمد شاہ جی کی کوٹھڑی کے سامنے پہنچے اور انگشت شہادت سے اشارہ کر کے پوچھا، شاہ جی آپ کے پن ہوگی، شاہ جی نے کہا نہیں بھائی میرے پاس پن نہیں ہے۔ کوئی ایک منٹ کے بعد اختر علی خان پہنچے اور اس طرح انگشت شہادت کے پورے سے اشارہ کر کے پوچھا کیوں شاہ جی آپ کے پاس پن ہوگی، شاہ جی نے ان کو بھی یہی جواب دیا کہ پن نہیں ہے۔ دو منٹ کے بعد ایک اور صاحب پہنچے، شاہ جی پن ہے؟ شاہ جی کے مزاج کا پارہ چڑھنے لگا۔ باہر نکل آئے اور کہنے لگے کیا تم سب کے ٹانگے اٹھ چکے ہیں کہ باری باری آکر مجھ سے پن مانگتے ہو، اتنے میں ایک اور دوست پہنچ گئے اور نہایت منانت سے فرمانے لگے شاہ جی آپ کے پاس پن تو ہوگی؟ شاہ جی نے انہیں بڑی طرح ڈانٹا اس کے بعد جو ہر طرف سے شاہ جی پن ہی کے سوالات شروع ہوئے تو شاہ جی اتنے غصے میں آئے کہ مادر و خواہر کی مغلظات تک سنا دیں۔ خیر ہم نے بڑی کوشش اور خوشامدور آمد سے ان کے غصے کو ٹھنڈا کیا اور بتایا کہ ہم تو صرف شلم کے اچار واسے لطیفے کو دہرا رہے تھے۔

جیل یا کھیل

جو لوگ شاہ جی کے ساتھ جیل خانے میں رہے ان کا بیان ہے کہ شاہ جی قید کو کبھی سیرس (SERIOUS) نہیں لیتے تھے، جیل خانے کی چار دیواری میں ان کے تہقے زیادہ وسیع ہو جاتے، اکثر ہندو نوجوان جو جیل میں ساتھ رہے آپ کی بارغ و بہار طبیعت کے انتہائی گردیدہ تھے بالخصوص کیونسٹ اور سوشلسٹ نوجوان جو ان کی شخصیت سے پیار کرتے لیکن خطابت سے خوف کھاتے تھے۔ مشہور میٹررسٹ قیدی شیر جنگ نے ملتان سنٹرل جیل میں

آپ سے ترجمہ کے ساتھ قرآن پڑھا تھا، ایک دن اُس نے سوال کیا:

”شاہ جی، قرآن میں یہ تو درج ہے کہ مسلمان آزاد رہ کر اس طرح زندگی بسر کریں لیکن یہ کہیں درج نہیں کہ غلام ہوں تو کیونکر زندگی گزاریں؟ سارے قرآن میں مسلمان اور غلامی کہیں بھی اکٹھے نہیں ہیں، آخر مسلمان جنگ آزادی میں حصہ کیوں نہیں لیتے؟“

یہ بات شاہ جی کے دل میں اتر گئی۔ پھر کیا مقامت العمر عام جلسوں میں مسلمانوں سے

اس کا جواب پوچھتے پھرے۔

ایک سوشلسٹ نوجوان نے جو آپ کے ساتھ قید میں تھا سوال کیا:

شاہ جی آپ نے کبھی نماز ترک نہیں کی اور نہ کبھی روزہ چھوڑا؟ پھر آپ کا دل عام ناپیوں

کی طرح سخت کیوں نہیں؟

شاہ جی مسکرائے، فرمایا بھائی جو مذہب انسان کے دل کو گداز نہیں کرتا وہ مذہب

نہیں سیاست ہے اور مجھے ایسی سیاست سے کوئی تعلق نہیں۔

شاہ جی نے جیل میں سوخ کوٹی، بان بٹا اور گڈم پیسی لیکن عام طور پر مشقت سے بے نیاز

ہی رہے، ایک زمانہ میں ٹوپی پہننا چھوڑ دی، کسی نے وجہ پوچھی فرمایا پہلی دفعہ جیل گیا تو جیلر

نے ہاتھ بڑھا کر ٹوپی اتارنا چاہی، میں نے ہاتھ روک لیا اور اتار کر خود حوالے کر دی، تب

سے فیصلہ کیا ہے کہ ٹوپی نہیں پہنوں گا۔ بس یہ جو گوشیہ رومال سر پر رکھتا ہوں۔

اب تو جیل خانوں میں کافی اصلاح ہو چکی ہے ایک زمانہ میں قیدی کو تین ماہ بعد ایک

خط لکھنے اور دو ماہ بعد ایک خط وصول کرنے کا حق ہوتا تھا۔ ظاہر ہے کہ یہ ایک بڑا جبر تھا۔ نتیجہ

بہت سے قیدی بزرگ خط لکھتے جو بیرونی سنسر شپ کی وجہ سے پکڑے جاتے اور ان کی سزا

کا موجب ہوتے، شاہ جی نے اس کا توڑ پیدا کیا۔ پنڈت کرپارام برہم چاری کے نام سے اپنے

احباب کو دنیا ج پور جیل سے اکثر خط لکھتے رہے اور یہ نام سید عطار اللہ شاہ بخاری کا ترجمہ یا

بدل تھا۔

کانٹے ہیں وہ یاد فرمائیں سر کے بل جاؤں گا۔ سمجھا دیا تو وہ آرام سے بیٹھیں ان کی لڑائی خود لڑوں گا۔ لیکن وہ ہم سے بات نہیں کرتے صرف بیعت چاہتے ہیں۔

مجمع دیہاتی تھا قائد اعظم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہے
میری گھگھری لوں گنگر و لو اسے
سب تو میری ٹور دیکھنی !

اور شرح یہ کی پاکستان کا اور چھوڑتا دو عوام کے ہر محاذ پر جاؤں گا اور لڑوں گا۔
ایک ٹھیٹھ پنجابی گاؤں میں معراج النبیؐ پر تقریر کر رہے تھے، فرمایا۔
حضورؐ معراج کو چلے تو کائنات ٹرک گئی۔

سو چاکہ دیہاتی سمجھ نہیں سکے کہ کائنات ٹرک گئی کے معنی کیا ہیں، پوچھا۔
کچھ سمجھے؟ مجمع نے کہا۔ جی نہیں۔

بہت سمجھایا لیکن اُردو اور پنجابی کے متبادل فقروں سے بات نہ بن سکی۔ کروٹ لی۔
”کہ سوہنا اپنے عاشق دل چلیاتے زمین و آسمان ٹھہر گئے“۔ کیوں؟ آواز کا رس گھلاتے
ہوتے بہ لحن سے

تیرے نوک واپیا لشکارا
تے بالیاں نے ہل ڈک لئے

مجمع پھر ٹک اٹھا۔ آوازیں آئیں شاہ جی سمجھ گئے۔ اور یہ تھا خطابت کا اعجاز۔



جس عہدوں و وزارتیں مشن دہلی پہنچا شاہ جی اور احرار کی عاملہ کے ارکان دہلی میں تھے اور اس
وقت تک دہلی میں ہی رہے جب تک مشن انگلستان لوٹ نہیں گیا۔

دواڑ حافی مہینے کی ان صحبتوں میں شاہ جی کا بالراست مطالعہ کیا تو ان کی طبیعت کے
مختلف پہلو اپنی خصوصیتوں سمیت ظاہر ہو گئے تمام دن لوگ چلے آتے مختلف موضوعات

رپورٹ

تحقیقاتی عدالت

مفتی محمد رفیع الرحمن صاحب کرامت

برائے تحقیقات

فسادات پنجاب ۱۹۵۳ء



لوگوں پر ظاہر ہو جائیں گی۔ اس مقررہ تقسیم سے پہلے اور تقسیم کے بعد بھی پاکستان کے لئے "پاکستان" کا لفظ استعمال کیا اور ہمارے سامنے کمیشن عبدالحی کی جو شہادت پیش ہوئی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ شہادت کے دوران میں اجرائی لیڈر امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے لاہور میں جو تقریریں کیں ان میں سے ایک تقریر میں انہوں نے کہا کہ پاکستان ایک بازاری وحدت ہے جس کو اجراء نے مجبوراً قبول کیا ہے۔

تقسیم کے موقع پر اجرائی ایک دل شکستہ اور مایوس جماعت کی حیثیت میں پاکستان آئے۔ بعض اجرائی لیڈر وہیں رہ گئے۔ اور "زمین دار" مورخہ ۵ جنوری ۱۹۴۸ء کی شائع کردہ ایک رپورٹ کے ارد سے آل انڈیا مجلس اجراء نے ایک قرارداد منظور کی جس میں قرار دیا گیا کہ آج اجرائی تنظیم ختم کی جاتی ہے، کیونکہ ہندوستان میں کانگریس کے سوا کسی دوسری سیاسی تنظیم کا وجود مناسب نہیں۔ اس قرارداد میں مسلمانوں کو مشورہ دیا گیا تھا کہ کانگریس میں شامل ہو جائیں اور مولانا ابوالکلام آزاد کی قیادت کو تسلیم کر لیں۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ ان کی آئندہ سرگرمیاں خدمتِ خلق تک محدود رہیں گی۔ اور مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے مذہبی حقوق کی حفاظت کے لئے جمیعت العلماء کی تنظیم میں شامل ہو جائیں۔ پاکستان میں وہ کچھ مدت تک خاموش رہے اور اپنے لئے کوئی نیا نظریہ سرچنے کی کوشش کرتے رہے۔ انہوں نے بار بار کہا کہ وہ سیاسیات سے دست بردار نہیں ہوتے۔ اور ان کا ارادہ ہے کہ پاکستان میں حزب الامتلاف کی شکل اختیار کریں۔ حوالہ "آزاد" ۲۴ دسمبر ۱۹۵۰ء و ۲۷ دسمبر ۱۹۵۱ء اور تعمیر نو، ۵ دسمبر ۱۹۴۹ء) ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ اجرائی ایک مدت تک بے حرکت رہنے کے بعد ایک سیاسی پارٹی کی حیثیت سے بیدار ہونے لگے تھے۔ لیکن جب انہیں معلوم ہوا کہ پاکستان میں ان کے پرانے نظریات کے لئے کوئی گنجائش نہیں اور مسلم لیگ انہیں ابھرنے کا موقع نہ دے گی۔ تو انہوں نے سیاسی میدان میں مسلم لیگ کے آگے ہتھیار ڈال دیے۔ اور اعلان کیا کہ آئندہ وہ تبلیغ میں مصروف رہیں گے۔ انہوں نے اس امر کا کوئی اعلان نہ کیا کہ تبلیغ کے میدان میں ان کی سرگرمیوں کا ٹھیک ٹھیک دائرہ کیا ہوگا۔ لیکن ہمارے سامنے تسلیم کیا گیا ہے کہ احمدیوں کے سوا دوسرے غیر مسلموں کو مسلمان بنانا ان کے لائحہ عمل میں شامل نہ تھا۔ اور تبلیغی سرگرمی کو صرف احمدیوں کے خلاف جاری کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ احمدیوں کے ساتھ اجرائی دشمنی ایک چوتھائی صدی سے چلی آرہی ہے۔ اور اگرچہ یہ کہنا تو صحیح ہے کہ تقسیم سے پہلے انہیں احمدیوں سے اور آج عقیدہ داران کی سرگرمیوں سے بہت زیادہ سروکار نہ تھا۔ لیکن یقینی طور پر کہا جاسکتا ہے کہ اب احمدیوں نے احمدیوں کے خلاف نزاع کو اپنے اسلحہ خانے سے ایک سیاسی حربے کے طور پر باہر نکالا اور جو واقعات اس کے بعد پیش آئے وہ اس امر کی پٹن شہادت ہیں کہ وہ سیاسی جماعت کی حیثیت سے انتہائی نفیم اور چالاک ہیں۔ انہوں نے سوچا کہ اگر وہ عوام کے جذبات کو احمدیوں کے خلاف براہیگنہ کر دیں گے تو کوئی ان کی مخالفت کی جرأت نہ کرے گا۔ اور ان کی اس سرگرمی ناقصی بھی مخالفت کی جائے گی اسی قدر وہ ہر دلعزیز اور مستقبل عام ہو جائیں گے۔ اور بعد کے واقعات سے ظاہر ہو گیا کہ ان کا یہ مفروضہ بالکل صحیح تھا۔ لہذا انہوں نے اپنی پوری توہم احمدیوں پر مرکوز کر دی اس کے بعد خواہ تبلیغ کا نفرنس یا دفاع کا نفرنس یا استحکام کا نفرنس یا یومِ شکر یا یومِ مطالبات کی تقریبات ہوں

یو ادا النواذ

محکم الاثر محمد بن عبد اللہ حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی مدظلہ العالی
تفسیر حدیث: ہفتہ: علم کلام اور تصوف کے نامور علمائین پر مشتمل حضرت کی آخری تصنیف

الذی لا یزال یصلی علیہ

۱۹۰۰ء

مُطَبَّوْعًا بِمَنَازِلِ الْأَرْكَانِ الْإِسْلَامِيَّةِ - (۸)

سَوَاحِشُ الْإِيمَانِ

نتیجہ فکر

سیدنا حضرت اَبَا بَرَسِیرِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ مدظلہ العالی

ناشر

مَكْتَبَةُ نَازِلِ الْأَرْكَانِ الْإِسْلَامِيَّةِ

حکیم پور دہلوی - ملتان شہر

گلخن عشق چشتیاں بہ طپسید
 شعله اش خواجہ غلام و سید
 ہر کہ از عشق مجرب نہ چشتید
 او چہ داند کہ پیرت خواجہ سید
 مرغ و کرم ز آشتیاں بہ پرید
 تالہ کے سرید چوں بشتید
 رہسب عاشقان پاک شست
 شاہد عاشقان بزم جمید

غلام و سید صاحب
 فاروقی چشتیہ
 مدون چشتیہ
 (ربو کو پیش)

ہر کے سوتے مست نزل است وال
 کے آں جا رسید و کس نہ رسید
 خواجہ در ذات آچیناں پیوست
 بچو آں ذات نزد حبیب و یار
 خواجہ را داند آں حبیب کہ او
 حبیب عشق ذات پاک پیشید
 دیگر ال مخرب کار و خواجہ ما
 حبیب سامہ عشق پارہ پارہ درید
 سر مشیم شد تحت لای را
 خاک پائے غلام خواجہ فرید

دامن بکوش

حسرتے از دل نکسیر نہ رفت
 کہ نصیبش نہ شد نگاهِ سرید
 ہر کہ بد گفت خواہ بہ مارا
 بہت او بے گماں یکنہ پلید



شأن و رُفخ — اس کے متعلق خود فرمایا —

" (ربیع الاول ۱۳۶۵ھ - فروری ۱۹۴۶ء) کا واقعہ ہے ایکشن کے بعد ملتان ڈسٹرکٹ کا دورہ تھا
 بھاؤ پور میں منشی محمد حسن چٹائی کے مکان میں بیٹھا ہوا تھا کہ خطہ کا دستور کرنے کے لیے یہاں بھی خیال آیا
 تو دماغ میں ایک مصرع بھی آگیا کہ ہے

مرغِ فکر ز آستیاں بہر پرید
 پھر نماز پڑھ کر فارغ ہوا تو لیٹ گیا۔ اور پلنگ پر لیٹے لیٹے یہ ساری نظم لکھ دی۔

● اس دورہ سے واپسی پر آپ جالندھر سے فارغ ہو کر وزارتِ مشن کی آمد کی وجہ سے جماعتی نظم کے
 مطابق دہلی پہنچے، اور پھر بیوا ماہ قیام فرما کر واپس گھر تشریف لے آئے تو ایک روز نواب نصر اللہ خان صاحب
 شورش کا شمیری اور پرچہ جند مریم۔ ایل۔ اے۔ یحیٰی ملاقات اسی سہ ماہی پہنچے۔ حسبِ کسور چاند کے دورِ کج

حضرت مظلہ نے یہ نظم سنائی، خانصاحب نے سن کر بہت داد دی، اور خود بھی اسی وقت سے فکر سخن میں مشغول ہو کر شام کو واپس لاہور چلے گئے۔ دوسرے ہی روز خط میں اسی انداز کی ایک نظم ارسال کر دی، قارئین کی مینافہ طبع کے لئے خانصاحب کا مکتوب مع غزل درج ذیل ہے:

احرار آفس لاہور

۳۶ / ۷ / ۳۶

محترم شاہ جی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ

طالب خیریتہ، بخیریتہ، آج درخواست دیکھ لے لی ہے اور آج شام کی گاڑی سے گھر جا رہا ہوں، مل اپنے جو نظم سنائی، اس پر کچھ اثرات نظم ہو گئے ہیں۔ ایک بات اور عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اس میں ایک دیگر اس عجیب سی کشت و خواجہ ما شعر تھا ہے

دامن ہوش پارہ پارہ درید

پہلا مصرع وزن کے اعتبار سے صحیح نہیں، اگر یوں ہو جائے تو معافی اور طالب میں ترمیم بھی رہے گی اور درست بھی ہو جائیگا۔ دیگر اس عجیب کا رو خواجہ ما دامن ہوش پارہ پارہ درید

اللہ اللہ! چہ آزمغان برسید!	از زبان تیرا میرا مدح سن دینا
بعدتہ چو ناچہرا حسدوں	نزد حبان عاشقی بشنید
دل نہ تداہ جہان بے تالی	مضطرب گشت و تاب ضبط درید
اشک آئینہ دار سوز آنال	داندہ دانہ ز چشم من بچکید
فیض کلب نالہ خیمہ بہت گر	لالہا در زمین شمعرا دیمید
لالہا ریزد و سمنی بارو	خار غم در دہلش چنیں بلبید
بے خبر گشت ناچہرا از دوجہاں	
جگر کد از حمت تیرا چشید!	

بجہت

بہت افسوس

تجلیاںِ صفا

جلد اول

ناظرِ اسلام ترجمانِ اہلسنت وکیلِ امت
حضرت مولانا محمد شمس الدین صفا و کاروباری

ترتیب تہذیب و تصحیح

مولانا نعیم احمد

مدرس: جامعہ فیہ المدارس ملتان شہر

مکتبہ المدنیہ

ملتان - پاکستان - فون: ۵۴۴۹۶۵

ما تم کرتے ہو۔ اللہ کی قسم روتے پھرو، تم بہت روؤ اور تھوڑا ہنسو۔ (اخبار مائے ص ۸۰۵) سیدہ زینبؓ کی یہ دعا ان کے حق میں ایسی قبول ہوئی کہ نہ سرف قیامت تک بلکہ قیامت کے بعد تک بھی رونا پیٹنا، ماتم اور سینہ کو پی ہی ان کا منہ بن گیا۔

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمہ اللہ کا موقف

اپنے پیر کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

ہر کہ بدگفت خواجہ مارا

ہست او بیگماں یزید پلید

(سوا طع الالہام ص ۱۰۳)

ایک عدالتی بیان میں آپ نے فرمایا کہ ”کوئی مسلمان اپنے آپ کو جہنم نہیں کہہ سکتا۔“ (مقدمات امیر شریعت ص ۲۵۷)

ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ سے کہا سید کوئی بھی ہو، اندر سے آدھا شیعہ ہوتا ہے۔ شاہ تی نے تہقیر لگایا۔ پھر فرمایا مگر تمہیں یہ معلوم نہیں کہ جو سنی ہوتے ہوئے اندر سے سادات کا دشمن ہو وہ پورا یزید ہوتا ہے (ہمارے دور کے چند علمائے حق، ص ۱۸۳) از سید محمد امین گیلانی

ایک تقریر میں ارشاد فرمایا: ”حسین جو لوائے حق کو اونچا کر رہا تھا اس کے ساتھ گھر کے بہترین نفوس تھے، جن میں چھ برس کے بالے بھی تھے۔ حسینؑ نے کہا میں اپنے نانا کی گدی پر اس شخص کو دیکھنا نہیں چاہتا جو اس گدی کی بے حرمتی کا باعث ہو..... نیز فرمایا..... اسلامی تاریخ کا یہ سب سے بڑا سانحہ ہمیں بتاتا ہے کہ اصل چیز حق ہے جو اقلیت میں رہ کر بھی حق ہی رہتا ہے اور باطل اکثریت کی ہمنوائی کے باوجود بھی باطل ہی کہلاتا ہے۔“

(نوادرات امیر شریعت ص ۶۱، ۶۲ سید منظور احمد شاہ جازل)

مُطَبَّوْعًا بِمَنَازِلِ الْأَرْكَانِ الْإِسْلَامِيَّةِ - (۸)

سَوَاحِشُ الْإِيمَانِ

نتیجہ فکر

سیدنا حضرت اَبَا بَرَسِیرِ مَجْنُونِ مدظلہ العالی

ناشر

مَكْتَبَةُ نَازِلِ الْأَرْكَانِ الْإِسْلَامِيَّةِ

حکیم پورہ - ملتان - شہر

حضرت غوث ہزارہ کے حکیم جاذق
جو کہ بیمار سے کم فیس لیا کرتے ہیں
اب یہ معلوم ہوا ہے کہ بخارون میں حضور
کے گھر خایہ ابلیس دیا کرتے ہیں



شک و تردید — اس کے متعلق خود فرمایا —

”انہی دنوں یعنی صفر ۱۳۶۵ھ۔ جنوری ۱۹۴۶ء کی بات ہے۔ میں (مجلس احرار اسلام
پشاور کے) دفتر میں بخار سے پڑا ہوا تھا۔ کہ اتنے میں مولانا غلام غوث آئے، اور
پوچھنے لگے کہ کیا بات ہے؟ میں نے کہا۔ بخار ہے! کہنے لگے میرے پاس گرنجوا
ہے، وہ کھا لیجئے۔ میں نے کہا کڑوا ہو گا، تو کہنے لگے بخار میں مفید ہوتا ہے۔ میں نے کہا
دیکھئے۔ میں نے ہتھیلی پر رکھ کر منہ میں ڈال لیا اور اوپر سے پانی پی لیا۔ جب میں دوا کھا کر

پانی پی چکا تو نہایت متانت سے کہنے لگے۔ آپ کو معلوم ہے اسے فارسی میں کیا کہتے
 ہیں؟ میں نے کہا نہیں! کہنے لگے۔ اس کا نام "خائبہ ابلیس" ہے۔ اور اس پر
 ایک زور کا قہقہہ لگا۔ میں نے کہا خدا کے بندے ایسے ہی کرتا تھا تو کھانے سے پہلے ہی بتا دیا
 ہوتا۔ تو فرطے ہیں بتا دیتا، تو آپ کھاتے ہی کہاں؟ خیر! کوئی حرج نہیں۔ چیز مفید ہے
 میں نے دل میں کہا کہ سارے بھائی بھائی چوٹ کر گیا۔ اگر اس کا جواب نہ ہو تو بات نہیں بنتی
 خیر اس وقت تو میں نے بات بال دی اور چپ ہو کر لیٹ رہا۔ لیکن وہ بیان اسی طرف تھا
 کہ کچھ ہونا ضرور چاہیے۔ مولانا تو یہ کہہ کر ایک طرف ہٹ گئے۔ اور باہر برآمد سے واسے
 کمرے میں جا کر لیٹ گئے۔ اور میں نے کالی پنسل جو میرے سر پر رکھی تھی اٹھا کر یہ قطعہ
 لکھا۔ اب مولانا کو فکر ہوئی، کیونکہ وہ مجھے لکھتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ تو وہیں سے گھبرا کر
 پوچھنے لگے کہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ میں نے کہا آپ کا قصیدہ لکھ رہا ہوں۔ مجھے گرجا
 کھلا کر اپنے اُسے "خائبہ ابلیس" بتایا ہے۔ تو آپ کی تعریف لکھی ہے۔ تاکہ بیماروں کو آپ کے
 علاج اور دواؤں کا پتہ چل جائے کہ آپ کیا کچھ کرتے ہیں۔ اور کھلاتے رہتے ہیں۔
 کہنے لگے اچھا سنائیے! میں نے یہ قطعہ پڑھا، اب جو سنا تو۔ لا حول ولا قوت۔
 پڑھتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ کہنے لگے کہ کشتک نہیں بلکہ سفوف تھا؟ میں نے
 کہا اچھا! پہلے نہیں تھا تو اب "کشتک" ہو گیا!۔ اس پر بے چارے بہت پریشان
 ہوئے۔ اور لوگوں کو کستانے سے روکتے رہے۔ اور مجلس میں ایک تاشا بنا رہا!۔

پہچہنستان

ظفر علی خاں

پبلشرز یونائیٹڈ، چوک انارکلی لاہور

پینا بالکل چھوڑ دیا ہے کیونکہ ان کے دوست سکھ میں طعن مسجد شہید گنج کا
 نام سن کر جو اس باختہ ہو جاتے ہیں اسی طرح وہ بھی محض کا نام آتے ہی چراغ
 پا ہو جاتے ہیں۔ غالباً اسی وجہ سے چودھری افضل حق نے چراغ اسی ٹولی
 کے نفس ناطقہ میں پچھلے دنوں حقہ کی مخالفت میں ہنگامہ انگیز مضامین لکھے
 تھے۔ ایک دوسرے صاحب نے فرمایا کہ احرار کے متعلق ایک شعر ضرور
 ہونا چاہئے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ احرار کی شریعت کے امیر مولانا سید
 عطاء اللہ بخاری نے اسروہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ جو لوگ مسلم
 لیگ کو ووٹ دیں گے دستور میں اور سو رکھانے والے ہیں اوکھا قال۔
 پھر میرٹھ میں مولوی حبیب الرحمن لدھیانوی صدر مجلس احرار اس قدر جوش
 میں آئے کہ رات بیتیے جاتے تھے محض میں آکر ہونٹ چھاتے جاتے تھے
 اور فرماتے جاتے تھے کہ اس شرار جینا اور شوکت اور ظفر جو اہل لال نہرو کی جوتی کی
 نوک پر قربان کئے جاسکتے ہیں۔ اس پر میں نے یاروں کی فرمائش پوں پوری کی۔

کیا کہوں آپ سے ہیں کیا احرار
 کوئی گنجا ہے اور کوئی لُفٹ

دھان پور میں ایک اور لطیفہ ہوا۔ ابھی چادر پینے سے فراغت ملی تھی کہ گونا
 شوکت علی کو جو اس دورہ میں میرے رفیق طریق تھے پیشاب کی حاجت
 ہوئی۔ جب وہ ادب خانہ سے مست ہانسی کی طرح تھپتھپتے بھاتے نکلے تو
 یاران سر ملنے کہا کچھ اس پر بھی۔ میں نے فی البدیہہ یہ قطعہ عرض کیا:-

دھان پور آئے جناب حضرت شوکت علی
 ہاتھ رکھے قبضہ شمشیر جو ہر وار پر